قاری محمد عادل خان

حافظ عماد الدین ابن کثیر کا مرتبۂ علمی اور تصنیفات

نام و نسب

اسماعیل نام، ابوالفدا کنیت، عماد الدین لقب اور ابن کثیر عرف ہے۔ سلسلۂ نسب یہ ہے۔ اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن ذرع القیسی بصری ثم دمشقی۔

حافظ ابن کثیر ایک بلند مرتبت علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے والد ماجد شیخ ابوحفص شہاب الدین عمر اپنے علاقے کے جادو بیان خطیب اور پُرجوش واعظ تھے، ان کے برادر بزرگ شیخ عبدالوہاب بھی ایک جید عالم دین اور ممتاز فقیہ تھے۔

ولادت و تربیت

ابن کثیر کی ولادت ۷۰۰ھ یا ۷۰۱ھ کو ملک شام کے ایک مقام "مجدل" میں ہوئی۔ ان کے والد یہاں کے منصب خطابت پر متعین تھے۔ ابھی تین یا چار سال کی عمر کو پہنچے تھے کہ والد بزرگوار انتقال کر گئے۔ والد کی وفات کے تین سال بعد یعنی ۷۰۶ھ میں اپنے بھائی شیخ عبدالوہاب کے ساتھ دمشق چلے گئے اور پھر یہیں پرورش پائی۔ برادر بزرگ نے نہایت شفقت سے تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔

اساتذہ و تعلیم

فقہ کی ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی سے پائی۔ بعد میں شیخ برہان الدین ابراہیم بن عبدالرحمن فزاری ابن فرکاح شارح تنبیہ (متوفی ۷۲۹ھ) اور شیخ کمال الدین ابن قاضی شہبہ سے فقہ کی تکمیل کی۔ اس زمانے کے دستور کے مطابق طالب علم کے لیے ضروری تھا کہ جس فن کی اس نے تکمیل کی ہے، اس کی کوئی ایک کتاب حفظ کرے، چنانچہ ابن کثیر نے علم فقہ کی التنبیہ فی

فروع الشافعیہ (مصنفہ شیخ ابو اسحاق شیرازی متوفی ۴۷۶ھ) زبانی یاد کی۔

اصولِ فقہ میں علامہ ابن حاجب مالکی (متوفی ۶۴۶ھ) کی مختصر کو حفظ کیا۔ اصول کی کتابیں علامہ شمس الدین محمود بن عبدالرحمٰن اصفہانی شارح مختصر ابن حاجب (متوفی ۷۴۹ھ) سے پڑھیں۔ فنِ حدیث کی تکمیل اس زمانے کے مشہور اساتذۂ فن سے کی۔ علامہ سیوطی ذیل تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں: سمع الحجار وطبقتہ۔ یعنی حجار اور ان کے طبقہ کے علما سے سماع حدیث کیا۔

احمد بن ابی طالب حجار اس دور کے بڑے نامور محدث تھے، مسند الدنیا اور رحلۃ الآفاق ایسے عظیم القاب سے ملقب۔ ان کا حلقۂ درس تمام عالم میں مشہور تھا، دور دراز سے تشنگانِ علوم ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس چشمِ صافی سے سیراب ہوکر واپس جاتے تھے۔ ابن کثیر کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ ایک عرصہ تک علمِ حدیث کی اس معدن سے احادیثِ رسول اللہ کا علم اخذ کرتے رہے۔ حجار کے علاوہ جن علما سے انھوں نے علمِ حدیث کی تحصیل کی، ان کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) عیسیٰ بن المطعم (۲) بہاء الدین قاسم بن عساکر متوفی ۷۲۳ھ (۳) عفیف الدین اسحاق بن یحییٰ الآمدی متوفی ۷۲۵ھ (۴) محمد بن زراد (۵) بدر الدین محمد بن ابراہیم المعروف بہ ابن سویدی متوفی ۷۱۱ھ (۶) ابن الرضی (۷) حافظ مزی (۸) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ۔ (۹) حافظ ذہبی (۱۰) عماد الدین محمد بن شیرازی متوفی ۷۴۹ھ۔

ابن کثیر نے سب سے زیادہ استفادہ محدثِ شام حافظ جمال الدین یوسف بن عبدالرحمٰن مزی شافعی سے کیا۔ حافظ مزی کو ان سے اتنا قلبی تعلق پیدا ہوا اور وہ ان کی ذکاوت وفطانت اور وفورِ علم و فضل سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ اپنی صاحبزادی ان کے عقد میں دے دی۔ سعادت مند شاگرد نے ان کی شفقت و محبت سے بہت استفادہ کیا اور عرصۂ دراز تک اپنے شفیق استاد اور محترم خسر کی خدمت میں حاضر رہے اور ان کی اکثر کتابوں کا جن میں تہذیب الکمال بھی داخل ہے ان سے سماع کیا اور اس فن کو ان کی خدمت میں رہ کر مکمل کیا۔

چنانچہ علامہ سیوطی لکھتے ہیں: وتخرج بالمزی ولازمہ وبرع۔ ان کے دوسرے نامور استاد شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ ہیں، جن سے انھوں نے بہت کچھ حاصل کیا۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔ مصر سے ان کو حدیث میں سند و اجازہ دبوسی، امین الدین محمد بن ابراہیم وانی حنفی متوفی ۷۳۵ھ اور بدر الدین یوسف بن عمر ختنی حنفی متوفی ۷۳۱ھ سے حاصل تھا۔

علمی مقام

ابن کثیر کو علمِ حدیث کے علاوہ تفسیر، فقہ، تاریخ اور ادب عربی میں کمال حاصل تھا۔ چنانچہ علامہ ابن العماد حنبلی ابن حبیب سے نقل کرتے ہیں:

انتهت اليه رياسة العلم في التاريخ والحديث والتفسير۔

یعنی ان پر تاریخ، حدیث اور تفسیر میں ریاست علمی ختم ہوگئی۔

مشہور مؤرخ علامہ ابو المحاسن جمال الدین یوسف ابن تغری بردی حنفی۔ المنهل الصافی والمستوفی بعد الوافی۔ میں ابن کثیر کے بارے میں رقم طراز ہیں:

وكان له اطلاع عظيم في الحديث والتفسير والفقه والعربية۔

حدیث، تفسیر، فقہ اور علومِ عربی میں ان کو بڑا کمال حاصل تھا۔

حافظ ابو المحاسن حسینی کہتے ہیں:

وبرع في الفقه والتفسير والنحو وامعن النظر في الرجال والعلل۔

فقہ، تفسیر اور نحو میں ماہر تھے اور رجال وعللِ حدیث میں بڑی گہری نظر رکھتے تھے۔

علمِ حدیث میں ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ ان کی تفسیر ہی اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ وہ ہر آیت کے ساتھ موزوں اور مناسب احادیث بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔

ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں جہاں اپنے شیوخ وہم عصر علما کا ذکر کیا ہے وہاں ان کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ گویا یہ حفاظ حدیث میں شمار کیے گئے ہیں۔

ذوقِ شعر وسخن: ابنِ کثیر شعر وسخن کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ لیکن ان کے کلام کو ناقدین

شعر و ادب نے متوسط درجے کا قرار دیا ہے۔ ان کے یہ دو شعر بہت مشہور ہوئے اور اکثر تذکرہ نگاروں نے ذکر کیے ہیں:

تمر بنا الایام تترى وانما نساق الى الآجال والعين تنظر
فلا عائد ذاك الشباب الذى مضى ولا زائل هذا المشيب المكدر

دن پے در پے گزر جاتے ہیں اور ہم اپنی آنکھوں کے سامنے موت کی طرف ہنکائے جا رہے ہیں۔ اب نہ تو وہ گزری ہوئی جوانی لوٹ کر آ سکتی ہے اور نہ یہ کدورت بھرا بڑھاپا ختم ہونے والا ہے۔

علما کا خراجِ تحسین

حافظ زین الدین عراقی (متوفی ۸۰۶ھ) سے کسی نے پوچھا تھا کہ مغلطائی، ابنِ کثیر، ابنِ رافع اور حسینی، ان چاروں معاصرین میں سے کون سب سے بڑا عالم ہے؟ انھوں نے جواب دیا، ان میں سب سے زیادہ وسیع الاطلاع اور علم الانساب کے ماہر تو مغلطائی ہیں، اور سب سے زیادہ متون اور تاریخ کے حافظ ابنِ کثیر ہیں اور سب سے زیادہ طلبِ حدیث میں مشغول رہنے والے اور ان کے اقسام کے عالم ابنِ رافع ہیں اور معاصر شیوخ میں سب سے زیادہ باخبر اور تخریج کے واقف حسینی ہیں۔

حافظ ذہبی نے المعجم المختص میں ابنِ کثیر کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: الامام المفتی المحدث البارع فقیہ متفنن ومحدث متقن ومفسر۔ اور تذکرۃ الحفاظ کے خاتمے میں ان القاب سے یاد کیا ہے۔ الفقیہ المفتی المحدث ذی الفضائل۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:

وله عناية بالرجال والمتون والفقه خرج وناظر وصنف وفسر وتقدم

یعنی ان کو فن اسماء الرجال، متونِ حدیث اور فقہ کے ساتھ ایک خصوصی تعلق و وابستگی ہے۔ انھوں نے احادیث کی تخریج کی، مناظرے کیے، کتابیں تصنیف کیں، تفسیر لکھی اور اس میں بڑا تقدم حاصل کیا۔

ان کے نامور شاگرد حافظ ابن حجی (متوفی ۸۰۶ھ) ان کے بارے میں یہ رائے رکھتے ہیں:

کان احفظ من ادرکناہ لمتون الاحادیث واعرفھم بتخریجھا ورجالھا وصحیحھا وسقیمھا وکان اقرانہ وشیوخہ یعترفون لہ بذلک وما اعرف انی اجتمعت بہ علی کثرۃ ترددی علیہ الا واستفدت منہ۔

جن لوگوں کو ہم نے پایا ان میں ابن کثیر متونِ احادیث کے سب سے بڑے حافظ اور عالم اسماءِ رجال اور صحیح و ضعیف کے سب سے زیادہ شناسا تھے اور اس بارے میں ان کے اساتذہ بھی ان کے معترف تھے۔ میں اکثر ان کی خدمت میں رہتا لیکن مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی ان سے استفادہ نہ کیا ہو۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی الرد الوافر میں ابن کثیر کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

الشیخ العلامۃ الحافظ عماد الدین ثقۃ المحدثین عمدۃ المورخین علم المفسرین۔

شیخ علامہ امام حافظ عماد الدین محدثین میں ثقہ، مورخین میں عمدہ اور مفسرین میں علم کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی علامہ ابن کثیر کے بارے میں لکھتے ہیں:

واشتغل بالحدیث مطالعۃ فی متونہ ورجالہ۔

علم حدیث کے متون و رجال کے مطالعے میں مشغول رہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان کا سب سے دلچسپ مشغلہ علم حدیث تھا۔ لیکن حافظ ابن حجر یہ بھی کہہ گئے ہیں:

ولم یکن علی طریق المحدثین فی تحصیل العوالی وتمییز العالی من النازل ونحو ذلک من فنونھم وانما ھو محدث الفقھاء۔

ابن کثیر عالی اسانید کی تحصیل اور عالی و نازل کی تمیز اور اس طرح کے دیگر فنون میں محدثین کے پایہ کے نہیں تھے۔ بلکہ یہ تو فقہا کے محدث تھے۔

حافظ سیوطی نے ان کی اس بات کا جواب بہت عمدہ دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

العمدۃ فی علم الحدیث معرفۃ صحیح الحدیث وسقیمہ وعللہ واختلاف

طرقه ورجاله جرحاً وتعديلاً واما العالی والنازل ونحو ذلك فهو من الفضلات لا من الاصول المهمة -

یعنی علم حدیث میں اصل شئی صحیح اور سقیم کی پہچان ہے اور علل، اختلافِ طرق کا علم رجال کی جرح و تعدیل سے واقفیت ہے - رہے عالی و نازل وغیرہ سو یہ زوائد ہیں نہ کہ اصول مہمہ میں سے ہیں۔

مورخین نے ابنِ کثیر کی حفظ و فہم کی خاص طور پر تعریف کی ہے - ابن العماد لکھتے ہیں

كان كثير الاستحضار، قليل النسيان جيد الفهم -

ابن کثیر حاضر باش، قلیل النسیان اور عمدہ درجے کے فہیم تھے -

ابنِ کثیر کے دل چسپ مشاغل

ابن کثیر کی تمام عمر درس و افتاء، تصنیف و تالیف میں بسر ہوئی - حافظ ذہبی کی وفات کے بعد مدرسہ ام صالح اور مدرسہ تنکزیہ (جو اس زمانے میں علم حدیث کے مشہور درسگاہیں تھیں) میں شیخ الحدیث کی مسند عالی پر فائز رہے - بڑے صالح اور ذاکر تھے ابن حبیب نے ان کے تسبیح و تہلیل کے بارے میں یہ جملہ لکھا ہے :

امام ذو التسبيح والتهليل -

ساتھ ہی طبیعت بڑی عمدہ پائی تھی - شگفتہ مزاج، بذلہ سنج اور حاضر جواب تھے - بڑا پُرلطف مزاح کرتے تھے - ابنِ حجر نے ان کے مزاح کے بارے میں حسن المفاکہۃ کا لفظ استعمال کیا ہے جو ان کے عمدہ مزاج کی نشاندہی کرتا ہے -

امام ابن تیمیہ سے خصوصی تعلق

ابن کثیر کو اپنے استاذ امام ابن تیمیہ سے خصوصی لگاؤ تھا - اس تعلق نے ان کی علمی زندگی پر بڑا گہرا اثر چھوڑا - ابن تیمیہ چوں کہ قرآن و حدیث ہی کو مرکز استدلال ٹھہراتے تھے، اس لیے ابن کثیر ان کے اندازِ بیان اور افکار و خیالات سے بہت متاثر تھے -

ابن قاضی شہبہ (متوفی ۸۵۱ھ) اپنے طبقات میں لکھتے ہیں:

کانت له خصوصیة بابن تیمیة ومناضلة عنه واتباع له فی کثیر من ارائه وکان یفتی برأیه فی مسئلة الطلاق وامتحن بسبب ذلك واوذی۔

ان کو امام ابن تیمیہ سے خصوصی لگاؤ تھا اور ان کا دفاع کرتے تھے۔ چنانچہ طلاق کے مسئلہ میں انہی کی رائے پر فتویٰ دیتے تھے۔ جس کے نتیجے میں انھیں آزمائش و ابتلا میں ڈالا گیا۔

وفات

آخر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی۔ جمعرات کے دن ماہِ شعبان کی ۲۶ تاریخ کو ۷۷۴ھ میں وفات پائی۔ تغمدہ اللہ برحمتہ وجعل الجنۃ مثواہ۔

مقبرہ صوفیہ میں اپنے محبوب استاذ امام ابن تیمیہ کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ ان کے ایک شاگرد نے اپنے اس عظیم استاذ کی وفات پر بڑا درد انگیز مرثیہ کہا ہے، جس کے دو شعر یہ ہیں:

لفقدك طلاب العلوم تاسفوا وجادوا بدمع لایبید غزیر

ولو مزجوا ماء المدامع بالدما لکان قلیلاً فیك یا ابن کثیر

علوم کے شائقین تیرے گم ہو جانے پر متاسف ہیں اور اس کثرت سے آنسو بہا رہے ہیں کہ تھمتے نہیں، اور اگر وہ اپنے آنسوؤں کے ساتھ خون بھی ملا دیتے تو اے ابن کثیر تیرے حزن و ملال میں تھوڑی تھا۔

پس ماندگان میں دو صاحبزادے بڑے مشہور ہوئے۔ ایک زین الدین عبدالرحمٰن (متوفی ۷۹۲ھ) دوسرے بدرالدین ابوالبقا محمد جو بڑے محدّث تھے۔

تصنیفات

حافظ ابن کثیر نے تفسیر، حدیث، سیرت اور تاریخ میں بڑی بلند پایہ تصانیف یادگار چھوڑی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے علما و طلبا میں قبولِ عام اور شہرتِ دوام کی سند عطا فرمائی۔ مؤرخین نے ان کی تصانیف کی تعداد انیس (19) بتائی ہے۔ ان کتابوں کا مختصر

تعارف یہ ہے :

۱۔ تفسیر القرآن : یہ تفسیر ابن کثیر کے نام سے مشہور ہے، تفسیر بالروایۃ میں سب سے مفید تفسیر ہے۔ محدث کوثری نے اس تفسیر کی تعریف ان الفاظ سے کی ہے:

هو من افید کتب التفسیر بالروایۃ

یہ تفسیر بالروایت میں سب سے مفید تفسیر ہے۔

قاضی شوکانی لکھتے ہیں :

وقد جمع فیہ فاوعیٰ ونقل المذاہب والاخبار والآثار وتکلم باحسن کلام وانفسہ۔

اس میں بہت مواد جمع اور محفوظ کر دیا ہے مختلف مذاہب نقل کیے، حدیثیں لکھیں، آ
درج کیے اور بہت ہی عمدگی اور نفاست سے ہر مسئلہ کو زیر بحث ٹھہرایا۔

انداز تفسیر یہ ہے کہ سب سے پہلے تفسیر القرآن بالقرآن، پھر تفسیر القرآن بالحدیث ا
کے بعد آثار صحابہ و تابعین سے آیات کی تفسیر بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں اسرائیلیا
بھی بکثرت ہیں۔ زبان نہایت عمدہ، شستہ اور سلیس ہے۔

۲۔ البدایۃ والنہایہ : یہ ترتیب زمانی کے اعتبار سے تاریخ کی معروف و مستند
کتاب ہے اور بلاشبہ بیش بہا تصانیف میں سے ہے محققین کے لیے نہایت عمدہ ماخذ۔

۳۔ التکمیل فی معرفۃ الثقات والضعفاء والمجاہیل۔ کشف الظنون میں اس
کتاب کا نام التکمیل فی اسماء الثقات والضعفاء مرقوم ہے۔ لیکن الاعلام میں خیرالدین
زرکلی نے التکمیل فی معرفۃ الثقات والضعفاء والمجاہیل ہی لکھا ہے اور یہی زیادہ
صحیح ہے کیونکہ خود مصنف نے البدایہ والنہایہ اور اختصار علوم الحدیث میں یہ
نام لکھا ہے۔ یہ فن رجال میں ہے۔ الاعلام کی تصریح یہ ہے کہ یہ کتاب پانچ جلدوں میں
فن رجال پر ایک ضخیم کتاب ہے۔

۴۔ الهدی والسنن فی احادیث المسانید والسنن۔ یہ کتاب "جامع المسانید" کے نا

ہے مشہور ہے۔ اس میں مصنف نے مسند امام احمد بن حنبل، مسند بزار، مسند ابی یعلی، مسند ابن ابی شیبہ اور صحاح ستہ کی روایات کو جمع کر کے ابواب کی ترتیب سے مرتب کیا ہے۔ محدث کوثری نے اس کو ایک بڑی مفید کتاب قرار دیا ہے۔ عبدالرشید نعمانی لکھتے ہیں کہ اس کا ایک قلمی نسخہ مصر کے دارالکتب میں موجود ہے۔ الاعلام میں زرکلی بھی اسے قلمی کتاب شمار کرتے ہیں۔

۵۔ طبقات الشافعیہ : فقہائے شافعیہ کا تذکرہ ہے اور قلمی ہے۔

۶۔ مناقب الشافعی : امام شافعی کی حالات میں ہے۔ کشف الظنون میں اس رسالہ کا الواضح النفیس فی مناقب الامام ابن ادریس لکھا ہے۔

۷۔ تخریج احادیث ادلۃ التنبیہ۔

۸۔ تخریج احادیث مختصر ابن حاجب۔

۹۔ شرح صحیح بخاری۔ نامکمل۔

۱۰۔ الاحکام الکبیر۔

۱۱۔ اختصار علوم الحدیث : اس کتاب کا اکثر مؤرخین نے ذکر کیا ہے۔ جناب نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ نے منہج الوصول فی اصطلاح حدیث الرسول میں اس کا نام باعث الحثیث علی معرفۃ علوم الحدیث لکھا ہے۔

۱۲۔ مسند الشیخین۔ اس کتاب میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق اور خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے مروی احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔

۱۳۔ سیرت النبویہ : یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک ضخیم کتاب ہے۔

۱۴۔ الفصول فی اختصار سیرۃ الرسول : یہ سیرت پر ایک مختصر رسالہ ہے مصنف نے اس رسالہ کا تذکرہ اپنی تفسیر میں سورۃ احزاب میں غزوہ خندق کے واقعہ میں کیا ہے۔

۱۵۔ کتاب المقدمات۔

۱۶- مختصر کتاب المدخل للبیہقی۔

۱۷- الاجتہاد فی طلب الجہاد- عیسائیوں نے جب قلعہ ایاس کا محاصرہ کیا تو اس وقت یہ رسالہ ابن کثیر نے امیر منجک کے لیے لکھا- یہ رسالہ مصر سے شائع ہو چکا ہے۔

۱۸- رسالۃ فی فضائل القرآن : یہ رسالہ تفسیر ابنِ کثیر کے ساتھ مصر سے چھپ چکا ہے۔

۱۹- مسند امام احمد بن حنبل کو باعتبار حروف مرتب کیا ہے۔

مراجع ومصادر

۱- اختصار علوم الحدیث : ابن کثیر

۲- تذکرۃ الحفاظ: ذہبی۔

۳- الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ۔

۴- الدرر الکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ: ابن حجر عسقلانی۔

۵- کشف الظنون : حاجی خلیفہ

۶- تفسیر ابن کثیر: ابن کثیر

۷- الاعلام : خیر الدین زرکلی

۸- اردو دائرہ معارف اسلامیہ : دانش گاہ پنجاب۔

۹- عمدۃ التفسیر۔